بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔۔قرآن کریم کی تلاوت کا حق یہ ہے کہ اس کو ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے جیسا کہ قرآن کریم میں اس کا حکم ہے،اور ترتیل کے معنی یہ ہیں کہ حروف سہولت اور درستی کے ساتھ اسکے مخارج سے صحیح ادا ہوں،اور قواعدِ تجوید کی مکمل رعایت ہو،البتہ نمازِ تراویح چونکہ طویل نماز ہے اس لئے اس میں فرائض کی بنسبت قدرے تیز بھی پڑھا جاسکتا ہے،لیکن اتنی جلدی قرات کرنا کہ حروف ٹوٹ جائیں،یا اپنے مخارج سے صحیح ادا نہ ہوں،یا کلمات چھوٹ جائیں جائز نہیں، ،بلکہ اس سے نماز فاسد ہونے کا اندیشہ ہے لہذا قرآن کریم کی تلاوت میں تیز رفتاری سے اجتناب کرنا لازم ہے، بلکہ درمیانی رفتار سے تلاوت کرنی چاہیئے (ماخذہٗ التبویب: ۱۰۴۱۔۸۱) مسجد کی انتظامیہ پر لازم ہے کہ وہ سوال میں ذکر کردہ حافظ کو ہٹائے،اگر وہ نہیں ہٹاتی تو کسی دوسری مسجد میں تراویح پڑھیں،اگر وہاں پڑھنا مشکل ہو تو گھر پر (الم ترکیف) کے ساتھ پڑھ لیں۔

لما فی الفتاوی الهندية – (١ / ١١٦)

قال الإمام إذا كان إمامه لحانا لا بأس بأن يترك مسجده ويطوف وكذلك إذا كان غيره أخف قراءة وأحسن صوتا

وفی الدرالمختار – (٤ / ١٨٠)

في الحجة : يقرأ في الفرض بالترسل حرفا حرفا ، وفي التراويح بين بين ، وفي النفل ليلا له أن يسرع بعد أن يقرأ كما يفهم ،

وفی الفتاوی الهندية – (١ / ١١٧)

ويكره الإسراع في القراءةوفي أداء الأركان كذا في السراجية وكلما رتل فهو حسن كذا في فتاوى قاضي خان

(۲)۔۔۔انکا ایسا کرنا مکروہ ہے جس سے بچنا چاہیئے ؛ کیونکہ اس میں سستی کی اظہار اور منافقین کے ساتھ مشابہت ہے،تاہم ایسا کرنے سے نماز ہو جائیگی۔

لمافی الحلبی الکبیری(۴۱۰):

ویکرہ للمقتدی ان یقعد فی التراویح،فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم لان فیہ اظہار التکاسل،والتشبہ بالمنافقین۔

وفی الدر المختار – (٢ / ٥٠)

يكره تأخير القيام إلى ركوع الامام للتشبه بالمنافقين

وفی رد المحتار – (٢ / ٥٠)

في البحر عن الخانية: يكره للمقتدي أن يقعد في التراويح، فإذا أراد الإمام أن يركع يقوم، لان فيه إظهار التكاسل في الصلاة والتشبه بالمنافقين، قال تعالى: * (وإذا قاموا

.....(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

إلى الصلاة قاموا كسالى) * (النساء: ٢٤١) ط. قال في الحلية: وفيه إشعار بأنه إذا لم يكن لكسل بل لكبر ونحوه لا يكره، وهو كذلك ا ه.

(۳)۔۔۔راجح قول کے مطابق پہلے دو رکعت سنتیں پڑھی جائینگی۔

لما فی در المختار – (٥ / ٢٨١):

سنة الظهر) وكذا الجمعة (فإنه) إن خاف فوت ركعة (يتركها) ويقتدي (ثم يأتي بها) على أنها سنة (في وقته) أي الظهر (قبل شفعه) عند محمد ، وبه يفتى جوهرة .

وفی رد المحتار :

(قوله وبه يفتى) أقول : وعليه المتون ، لكن رجح في الفتح تقدم الركعتين . قال في الإمداد : وفي فتاوى العتابي أنه المختار ، وفي مبسوط شيخ الإسلام أنه الأصح لحديث عائشة { أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر يصليهن بعد الركعتين } وهو قول أبي حنيفة ، وكذا في جامع قاضي خان ا ه

کذافی اعلاءالسنن(۱۳۸/۷) نقلاً عن الشامی واللہ اعلم

محمد عبداللہ غفراللہ لہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۸/ربیع الاول/۱۴۳۲ھ

۲۲/فروری/۲۰۱۱ء

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

۱۸/۳/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح

احسن علی ربانی

۱۹/ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح

عبدالرؤف

۱۸/۳/۱۴۳۲

Scanned by CamScanner